خلق خدا کی حاجت روائی

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم ، أمابعد! عن انس قال: قال رسول الله ﷺ "من قضى لا حدٍ من امتي حاجة، يريد ان يسره بها، فقد سرني ومن سرني فقد سر الله، ومن سر الله، أدخله الله الجنة". (رواه البيهقي)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص میری امت میں سے کسی کی خوشی کی خاطر کوئی دینی یا دنیاوی ضرورت پوری کرے، تو بے شک اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا، اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا، یقیناً وہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے"۔

حدیث مذکورہ میں ضرورت مندوں اور محتاجوں کی حاجت روائی کی ترغیب دی گئی ہے اور اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خوشنودی اور ان کی رضا کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

اس کائنات کے خالق و مربی اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو ایک دوسرے سے مختلف پیدا کیا ہے۔ ہر نوع کی مخلوق ایک دوسرے سے مختلف ہے، چنانچہ نوع انسانی کے افراد بھی باوجود ایک ہی نوع سے تعلق رکھنے کے شکل وصورت، رنگ وروپ، عقل وفہم اور کدوکاوش، غرض ہر لحاظ سے مختلف ہیں۔ پھر جس طرح دیگر خواص میں ہر ایک فرد علیحدہ خصوصیات کا حامل ہوتا ہے، اسی طرح مالی، معاشی اور وسائل کے اعتبار سے بھی حیثیتیں مختلف ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ غریب محتاج ہوتے ہیں، تو کچھ خودکفیل، جس سے درحقیقت دونوں قسم کے لوگوں کا امتحان مقصود ہوتا ہے۔ یہ دوسرے قسم کے لوگ تو آسانی سے زندگی جی لیتے ہیں، لیکن غریبوں اور محتاجوں پر بعض مرتبہ عرصہ حیات تنگ ہو جاتا ہے، اور ان کے لئے کسی دوسرے کی امداد کی ضرورت ہوتی ہے، چنانچہ ہر مذہب اور معاشرے میں محتاجوں کی امداد کو ضروری قرار دیا گیا ہے اور اس پر زور دیا گیا ہے لیکن جس قدر اہمیت اسے اسلام نے دی ہے اور جس قدر اسلام

نے اپنے ماننے والوں کو اس کی تاکید کی ہے، وہ کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔ اسلام نے حاجت مندوں، دکھی اور مصیبت زدہ انسانوں کی مدد کو ہر عبادت سے بلند درجہ عطا کیا ہے۔

ایک حدیث میں اس کو یوں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ حضرت انسؓ روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الخلق عیال اللہ، فاحب الخلق الی اللہ من احسن إلی عیالہ" کہ "تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے، پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سے سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے کنبے کے ساتھ احسان کرے، یعنی کمزوروں اور محتاجوں کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آئے، مصیبت زدہ اور دکھی انسانوں کی خدمت کو اپنا اولین فرض سمجھے، اسی حدیث کے مفہوم کو مولانا حالی مرحوم نے یوں نظم کیا ہے ۔

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا
وہی دوست ہے خالق دوسرا کا خلائق سے ہے جس کو رشتہ وِلا کا
یہی ہے عبادت یہی دین وایماں کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ مسلمان کی مصیبت کو دور کر دیتا ہے، تو روز قیامت اللہ تعالیٰ اسے کئی مصائب سے نجات دلائیں گے۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی ارشادات کا اثر تھا کہ صحابہ کرامؓ مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کو نفلی عبادت پر زیادہ ترجیح دیتے تھے اور ہر وقت ان کی ضرورت برآری میں کوشاں رہتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مسجد نبوی کے اندر معتکف تھے، ایک شخص غمگین صورت ان کے پاس آ بیٹھا۔ آپؓ نے پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے فلاں آدمی سے ایک کام ہے، اگر آپ چلے جائیں تو مجھے یقین ہے کہ وہ میرا کام کر دے گا۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس کی بات غور سے سنی تو محسوس فرمایا کہ اس وقت یہ ایسا حاجت مند ہے کہ اس کے ساتھ جانا ضروری ہے، چنانچہ وہ اپنی جگہ سے اٹھے، جب باہر نکلنے کے لئے جوتا اٹھانے لگے، تو اس شخص نے عرض کیا کہ حضرت آپ تو معتکف ہیں، آپ نے فرمایا کہ جی ہاں مجھے معلوم ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اعتکاف اتنا اونچا عمل ہے کہ ایک دن کے اعتکاف سے اللہ تعالیٰ انسان کو تین خندق کی مقدار جہنم سے دور فرما دیتے ہیں (ایک خندق کا فاصلہ آسمان وزمین کے درمیانی فاصلے کے برابر ہوتا ہے) لیکن کسی مسلمان کی حاجت روائی اس سے ستر گنا زیادہ نیکی کا عمل ہے۔

ضرورت مند، حاجت مند، مصیبت زدہ اور دکھی انسان کی مدد کو اسلام نے اتنا ضروری قرار دیا ہے کہ بعض حالات میں حاکمان وقت کو یہ اجازت دی کہ ہنگامی حالات میں وہ خوشحال اور مالدار لوگوں سے جبراً بھی مال لے کر

ضرورت مندوں پر خرچ کر سکتے ہیں، اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے چنانچہ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، کہ اچانک ایک سوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس کی سواری ناکارہ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس کو دے دیں جس کے پاس سواری نہ ہو، اور جس کے پاس کھانے کی چیزیں زائد ہوں وہ اس کو دے دیں، جس کے پاس کھانے کو کچھ نہ ہو''۔ راوی کہتے ہیں کہ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی چیزیں گنوائیں کہ زائد ہونے کی صورت میں ضرورت مندوں کو دے دی جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ نے ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر مثال قائم کی۔ عہد فاروقی میں ایک دفعہ قحط پڑ گیا۔ دورانِ قحط خلیفۂ وقت حضرت عمرؓ کسی موقع پر زیتون کے تیل کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے، ایک دیہاتی جو اس وقت آپ کے پاس موجود تھے، نے تعجب سے آپ کو دیکھا، آپ کے وجہ دریافت کرنے پر انہوں نے فرمایا کہ عرصہ ہوا زیتون کا تیل کھائے ہوئے، چنانچہ اسی وقت آپ نے قسم کھائی کہ جب تک رعایا کے ہر فرد کو گھی میسر نہیں ہو جائے گا، عمر بھی گھی استعمال نہیں کرے گا۔ ایک دفعہ خشک کھانے کی وجہ سے پیٹ سے گڑگڑاہٹ کی آواز آنے لگی، تو پیٹ کو خطاب کر کے کہا، "یا بطنيه قر قر اولا تقر قر مالك الا هذا" یعنی خواہ جیسی بھی آواز نکالو، یہی سادہ کھانا ہی ملے گا''، پھر جب مکمل اطمینان ہو گیا کہ اب رعایا خوشحال ہو گئی اور ہر فرد کو اشیائے ضروریہ کی فراوانی ہو گئی، تو اس کے بعد آپؓ نے گھی کا استعمال شروع فرمایا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک آدمی سے کہیں گے کہ میں بیمار تھا، آپ نے میری بیمار پرسی نہیں کی، وہ عرض کرے گا کہ یا اللہ! آپ کیسے بیمار ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا، اگر اس کی بیمار پرسی کر لیتے تو آپ کو میری رضا حاصل ہو جاتی۔ ایسے ہی ایک آدمی سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں تجھ سے کھانا مانگا تھا، آپ نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، وہ عرض کرے گا یا اللہ! آپ تو کھانے کے محتاج ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اگر آپ اسے کھانا کھلا دیتے تو آج میری رضا حاصل کر لیتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا اور ان کی خوشنودی کا متلاشی ہو وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی خوشی کا سامان اور ان کی ہر ممکن مدد کا موجب بنے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين.

☆☆......☆☆